جلد ۱۰ | بمبئی | پنجشنبہ ۹ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۰۶ء | نمبر ۱۸

مقدمۂ امجکش

بازی بازی با ریش بابا ہم بازی

اس قادیانی کی بیوی کو محمد بیگ نامی کی جو دہشت فرزند کیا اور یہ خواب کہانی دکھایا کہ عنقریب چھاؤنی خبر رہا ہے کہ بابا جی کی طرف رضا کارہ ہوا تقنہ اور معتقد شروع کیا اشاعت شدہ بادہ وقت اور کسی طرح سزا بانی ملنے کی گر دیوے ہون بالکل ہمیں وبال کے فقرہ مین آجاویں۔ تو ہم تو بہ بالامیاز دو شخص جو قرار کہہ ہر غیر دیکھا مانہ مسلمانی۔ مجھے قادیانی ہیں سے سیکنڈون بار غیرون کو جلسہ میں اونچا ہے۔ ہم امر ہاری سکے اور کہین کیا جھنسین گے۔ مگر قادیانی امت کو یقین نہ ہو تو مقابلہ کرکے دیکھلے کہ کون کس کا مرید ہو چکا ہے [illegible] یعنی دو ہدرو مرتین میں قادیانی اب ہو کا بیان قدم [illegible] بیان کرے [illegible] پسند ہیں۔

اب تو بعضیں ٹھنڈی ہو گئیں

پہلے تو معلوم ہو جبول ہی بہت اور رسوا عرف رفتہ رفتہ لکھنوی نے جو جیلی خاص جلسہ میں ظاہر کیا اور مسلمانون میں خوشنودی ہو کر ہمیشہ کیلئے فساد کی بنیاد ڈالنے کی کوشش کی تو وہ کی پالیس جو کمک بڑی اور اسکے جابجا رو منظر کا نتیجہ معلوم کرنا کی کوشش میں معروف ہو گی جب وہ معلوم ہو گیا کہ خیش عنقریب ہے کہ مہت بہ مقتضا کی جمیعتش ہو تو خوا مخواہ کی [illegible] چنانچہ کو تو ال صاحب بہادر ایا مرد ری اور بیا مغرور ہے اسکی برچھا تقریرون کی رپورٹ کی اور ڈپٹی کمشنر صاحب نے فوراً عرض دیا کہ اسکو عزیز لینے جا ہیں۔ چنانچہ پالیس نے حد بندیان کر کی شروع کر دی وہ منا لکھنوی کو بلوایا اور یہ [illegible] ایسا ہو کر پالیس کے تقیہ آیا [illegible] کا عشر دیا جا دون [illegible] کی وہ [illegible] لیا اور جا [illegible] اسکو طالی ہوائی ہو رفت نکلا کر [illegible]

نہ رہی بانس نہ بجے بانسریا

معلوم ہوتا ہی کہ اب برٹش قوت حد کمال پر بہی ہے اپنچہ گر برطانگی ہے کہ یہ مجھ رہے کہ منشر نہیں ایسا نا جائز جوش پیدا ہو گیا ہو جو ہر کار سرکار کی باعث ہو جاتا ہے چنانچہ جلکال ہیں بعد فتحیابی لارڈ . . . بہادر نے تو مہدی کی قبر کھدوا کر اسکی ہڈیان بھی اور اسکی ہڈیو بجھ جلوا کر دریا میں بہا کر دل ٹھنڈا کیا تھا اسپر انگریزی اخبارات نے بہی بہت غل غپاڑا مچایا تہا کہ یہ کہانکی تہذیب ہے کہانکی شجاعت ہے کہ مردہ ہڈیون سے یہ بدلہ لیا جائے۔ اب یہ سنا گیا ہی کہ سرحدی علاقہ مین کسی پیر کا مزار [illegible] یہ دیکھا گیا کہ کوئی جنت الفردوس میں اپنے وقت منزل سو گیا ہے کا فرد انگریزی کا مزار [illegible] پانچ مہینے ہوا اور ایک دیہاتی غیل برٹش حکام کو اسکے جوش جنون کی خبر پہنچی تو فورا ہی حکم شاید کہ زنجیر میں [illegible] کیا گیا اور اسکے بعد پہانسی دے بیزگی وہ جہانی جلاد کا [illegible] جلادیا گیا اب یہ تمہید ہی قصور [illegible]

[illegible]

وائسرائے کی اسپیچ پر اختلاف رائے

مسٹر ... نے ... کالج کا جواب طلبا کو ... کے سند دیتے ہوئے ایک تقریر کی جس میں ہندوستانیوں کو اوضاع و اطوار و اخلاق پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کی۔ اس نکتہ چینی کی ... بمبئی کی ... اتنی تھی کہ ... ہندوستانیوں پر بلکہ ... مذہبی اور نسبی ... بندگو ... خوب ہی ہاتھ صاف کیا۔ اس اسپیچ کی زہریلی ... کے ... کی طرح ایسی پھیلی کہ آناً فاناً ہندوستان کے تمام گوشوں اور اطراف میں لوگوں کے دماغ متاثر ہو ... کے آثار شروع ہوگئے۔ ہندو اور پارسی ... ہی ... دماغ زیادہ ... جسے کہ ... کمی ... اور یہ ... بڑھنے لگی ... آتش کی ... تھا اور ... بمبئی کی طرح ... سیر ... اور گیا ... کے ... تھا۔ ... مدراس آگرہ ... پنجاب ... اور بمبئی میں ... ہوگیا ... کسی ... کا ... نہیں ہوتا ... لطافت ... دماغ ... شورہ ... بعض مسلمان ... اس نیتیجہ معلوم ہوتا ... ہندوستان ... الفاظ کے ... اور پہلو ... دونوں ... اپنے ... تقریر ... سلطانوں ... شہنشاہ ... ہم ... مسلمان ... مذہب میں ... ہندوستان میں ... ہندوستان کو فائدہ پہنچا ...

انکم ٹیکس کم ہوا

نمک کے محصول میں کمی ہوئی۔ بجٹ کے محصول میں تخفیف ہوگئی۔ تعلیمی کمیشن کی سفارش پر تعلیمی محکمات میں اصلاح کی گئی۔ یہ کیا وہ کیا خوشی کہاں تک گنوایا جا ... ہم ... کا شکریہ ہندوستانیوں نے کیا اور کیا ہے جو ان کی ذرا سی سختی پر نکتہ چینی کرنے پر آمادہ ہوگئے ہیں۔ ... کا احسان ہر دم کرو ... اور یہ ... کہ ... ہر ایک کام کو بری نظر سے دیکھا جاتا ہے ... لارڈ کرزن نے اپنی اسپیچ میں کوئی بات ایسی بری تو نہیں کہی جس سے ... دستیاں کھلی جاتی ہیں۔ ... نصیحت کرنیکا موقع تھا ... اور عمل کی ... ہدایت کی گئی۔ کیا جو شخص شہنشاہ کا نائب ہو جو حاکم ہندوستان ہو ... کہ وہ ... نصیحت کی باتیں ... ان قیاسات ... اور بالعموم ... کو ... اور ... شہنشاہ ... مسلمانوں ... مسلمانوں ...

کیا سند پیش کرسکتے ہیں

... ہندوستانی ... انگریزی اور انگریزی اخبار ... الفاظ ... بعض مسلمان ... انگریزی اخبار ... مسلمان ... بعض مسلمانوں ... مسلمان ... ہندوستانیوں ... مسلمانوں ... ہندوستانیوں ... مسلمانوں ... ہندوستان ...

ابھی موقعہ نہیں ہے

ہم کو خیال ہے کہ فرانس روس کی خفیہ طور پر مدد کر رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ نظر نگوڑ بھی گستا جاتا ہے۔ اور اسکا منتظر ہے کہ اگر جاپان روس کی قلعی پر ذرا بھی ناک بھوں چڑھائے تو جیسے میں گرا دوں۔ یار لوگوں نے ہماری سرکار کا حق […] کے لیے ہسکاری دی […] گیا ہے جو چوک جائے۔ بہادر ہر کرے سمجھ بچار کر اگر دیدی کا دم […] یہاں ایسے کچے نہیں کھائے ہیں کہ جو ذرا کسی نے کسی کی طرف انگلی دکھائی کہ ششدر کر دیا۔ اور گلا […] کی طرح پیٹ پڑے۔ یہاں سے صاف جواب دیا گیا۔ کہ مداخلت بیجا مردوں کا کام نہیں ہو سکتی […] بزرگی کو […] نیتوں کا شیوہ نہیں پیش قدمی بہادروں کا خاصہ اور پیش دستی […] کا طریقہ ہے۔ جو تیر نشانے میں مشاق ہوتا ہے وہ دو مرتبہ تک ہاتھ پاؤں نہیں مارتا جب تک کہ […] زندہ رہے کوئی یہہ نہ سمجھے کہ ہم موم کی ناک […] ہیں۔ جو پولیٹیکل ہتکنڈوں سے فرانس اپنی طرف پھیر لیگا۔ یا ہم اوسکا جوش و خروش دیکھکے گھنی سادہے بیٹھے رہیں گے۔ ہم نے اوس کی منافقانہ پالیسی پر ایک نوٹ تو ضرور بڑھا دیا ہے دوسرے اعتراضات کی بھی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ذرا معاملہ کا رخ اچھی طرح دیکھ لیں اوس کی نیت کی جانچ پڑتال کر لیں پھر دوسرا اعتراض بھی مردانہ وار جما دینگے۔ اور یاد رہے کہ پہلا […] تو جنگ سانی سے […] ہو سکتا تھا۔ مگر دوسرے […] بڑا مشکل ہو جائیگا۔

آخر اس رونے سے حاصل

معلوم ہوتا ہے کہ روسی بیڑہ بالٹک نے جاپانیوں کو بوکھلا دیا ہے۔ اونپر یہ خوف چھا گیا ہے کہ ایک زمانہ کی تیاری کے بعد اب اوسنے منہ دکھایا ہے تو ضرور رنگ لائیگا۔ مگر کیا کرین ع […] کا مضمون یاد کر کے مقابلہ کے لیے تیار تو ہو گئے ہیں۔ تاہم خوف ہے کہ ساری نیکنامی پر یہ بیڑہ پانی نہ پھیر دے۔ اب سر پر آ پڑی ہے تو جھیلنا پڑے ہی گا۔ اور جو کچھ ہیں بڑے بہادر۔ عالی ہمت اور مستقل مزاج۔ اسلئے ممکن ہے کہ میدان مار بھی جائیں۔ مگر دہشت نے انھیں ادھ مرا کر دیا۔ واویلا مچا دی ہے کہ جب اکیلے روس کی ہمارے مقابلہ میں کچھ نہ ہو سکا تو دو بڑی طاقتیں اوسے مدد دینے کے لئے تیار ہو گئی ہیں۔ اس بیڑہ کو بھی اگر خارجی مدد نہ ہوتی تو ہرگز یہہ یہاں نہ پہنچ سکتا۔ ہمنے اس کا پہلے ہی انتظام کر لیا تھا۔ اور یہہ جو ہے اوسے دیر لگ گئی۔ مگر فرانس کا خدا ستیاناس کرے کہ اوسنے تمام قوانین حکومت کو بالائے طاق رکھکر ظالم دشمن کو ایسے وقت سنبھالا جب اوسکے خاتمہ کا وقت قریب آ گیا تھا۔ اب برٹش گورنمنٹ کو لازم ہے کہ حسب عہد ہمارا ہاتھ بٹائے۔ واہ رے جاپانیو! کچھ پاگل تو نہیں ہو گئے۔ اول تو تم خود بہادر ہو تمہارے آگے روس کی کوئی حیثیت نہیں خواہ مخواہ دوسرے کی مدد لیکر یہ نام کیوں ہو […] علاوہ ازین ہماری گورنمنٹ کو تمنے احمق سمجھ لیا ہے کہ دوسرے کے پھٹے میں پاؤں ڈالے۔ ناجائی۔ اپنا کام آپ سمجھ لو۔ ہماری گورنمنٹ ایسی

بہت بڑے پھنسے

یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ جاپان کی یہ شکایت کہاں تک بجا ہے کہ فرانس نے روسی بیڑے کو مدد دی یا نہیں پر یہ کہتا ہے کہ ہمیں روس سے کوئی تعلق نہیں۔ کامراہ کے وکیل حکام نے غفلت سے کام لیکر بیڑہ کو وہاں دم لینے دیا قرار دیا ہے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ہمیں روس سے واقعی ہمدردی ہے مگر ہمیں کوئی شک نہیں کہ روس کو تو اس امر کا یقین ہو گیا ہے۔ کہ فرانس ضرور ہمارا ساتھ دیگا اور ضرورت کے وقت ہمیں شکست کے پنجہ سے بچا لے گا۔ اسلئے جب جاپان کی طرف سے شکایتوں کی بھرمار ہوئی۔ اور ہماری گورنمنٹ نے فرانس کو ڈانٹا۔ کہ خبردار ہمارے دوست کے دشمن کو ذرا بھی مدد دی تو تمہاری خیر نہیں ہے۔ ہمیں اپنے وعدہ کے مطابق میدان میں کودنا پڑیگا۔

بیچارے فرانس کی کیا مجال تھی کہ ہماری بہادر گورنمنٹ کی ایک ڈانٹ سے اوس کے حواس باختہ نہ ہوتے۔ فوراً اسے چشمیر معذرت پیش کر دی کہ جو کچھ ہوا وہ وکیل حکام کامراہ کی غفلت سے ہوا۔ اور آئندہ یہ بھی ہونے پائیگا۔ اسکا پہلا پورا انتظام کیا گیا ہے جب روس کو یہہ معلوم ہوا کہ بزدل فرانس ابھی سے بدن چرانے لگا۔ حالانکہ ابھی تو صرف ایک ہی طرف کی مار لگی تھی۔ تو اوسنے بھی ایک ڈانٹ بتائی کہ ہمیں امید دلا کر اب جو چپکے ہوئے تو یاد رہے کہ ہم بھی کسی وقت تم سے سمجھ لینگے۔

اب بیچارہ فرانس بہت ششدر ہے کہ کیا کرے کیا نہ کرے۔

ترکی سلطنت کی اُلجھن

یورپین طاقتوں کی بھی واقعی ایسے چھوٹے سے ٹکڑے ہیں کہ زمانہ نے کیا کیا نئے نئے فرشتے بنا کر پیچ میں ڈالے ترکی سلطنت کے پامال کرنے کے لئے پولیٹیکل بیماریوں کے الیاوام پیدا کر رکھا ہے۔ نیا منظر پیدا ہوا۔ اور اُس میں بھڑک بھڑک کے دم توڑتے کریٹ کے معاملہ میں تو یہ خیال کیا گیا کہ جیسے سے شہزادہ جارج کو اختیار دیا کہ الحاق کی درخواست کے جیتے جیتے درخواست کرتی تو کہہ دیا کہ جب تک تمام رعایا اس آرزو میں متفق نہ ہوگی درخواست منظور نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ کہہ دیا گیا کہ اب تو اُس نامنظوری سے ناراض ہو کر اپنی عیسائی رعایا میں جوشش پیدا کر دے۔ لیکن خود الگ رہا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عیسائیوں نے بصدارت شہزادہ جارج جلسہ کیا۔ اور یہ درخواست پیش کی کہ کریٹ یونان سے ملحق کر دیا جائے۔ شہزادہ نے معترضوں کا منہ بند کرنے کے لئے یہ کہہ دیا کہ گھبراؤ نہیں آہستہ آہستہ سب کچھ ہو رہیگا۔ یونان بے تمیزی نہ بار ہا یہ کہتے ہیں وہ نروخجل ہو گیا۔ اور ادھر کریٹ کو اعلان کارروائی کا موقعہ دیکھا چنانچہ انہوں نے خود ہی یہ اعلان کر دیا کہ آج سے کریٹ یونان سے ملا دیا گیا۔ ترکی سلطنت بس اس سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ پھر اس کامیابی کی خوشی میں وہ اچھل کود کرنے لگے۔ شہزادہ یونان نے شور مچایا کا قانون نافذ کیا۔ اور دول یورپ کے اطلاع دی۔ دول یورپ نے تو پہلے ہی یہ منصوبہ کیا تھا لیا تھا۔ کہ اعلان الحاق کے بعد ترکی سلطنت کو ضرور جوشش آئیگا جس کے عمل سے کبھی بچنا محفوظ رکھنا چاہئے۔ چنانچہ شہزادہ کو شروع ہی سے ہمارے وہ

اپنے اپنے جہاز کو دوڑا

اور کونا ہے یہ آگے پیچھے کو ہٹ ہو گئے۔ زیادہ شور و شر اور مسلمانوں کے قتل عام ہوا ہر کے لئے الیق آزادی ہو جس طرح دیں ہے۔ ترکی سلطنت لگ بھیا یہ کریٹ کی سرکوبی کا خیال کریں تو یہ کہہ دینگے جواب آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ ہم خود کیلئے تیار ہیں۔ اس کے علاوہ پولیٹیکل نامیوں نے کریٹ کی حفاظت کیلئے ایک اُلجھن ایسی پیدا کر دی۔ کہ ترکی سلطنت دہرا رخ بھی نہیں کر سکتی یعنی یمن جو عرصہ دراز سے دا دی الیمن بنا ہوا تھا۔ بلوہ کر کے ترکی سلطنت کو دھر بستہ چھوڑ دیا۔ اس کے بعد مقدونیہ کا مطالبہ کھڑا کر دیا۔ اور باقاعدہ کمیشن بھیجدی۔ اب ہماری ترکی گورنمنٹ سخت اُلجھن میں ہے کیا کرے۔ کس کس کا منہ بند کرے۔ مقدونیہ ہی کا معاملہ عرصہ دراز سے چھڑا ہوا ہے۔ اور ایک مہربان گورنمنٹ کو اپنی ماتحت سلطنتوں کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہئے اُس میں کوئی بات اُٹھا نہ رکھی۔ مگر بات بنے تو کیونکر۔ اگر فرض رعایا کی بدوماغی کا نتیجہ ہوتا تو اُس کا علاج بہت آسانی سے ہو سکتا۔ ترکی گورنمنٹ پہلے ہی کھٹکی ہوئی تھی کہ یہ کوئی معشوق ہے اُس پر دوڑ رنگارنگی میں پڑا اب کریٹ کی نافقانہ کامعہودہ یوں نے اس گمان کو مبتلا ہو یقین کر دیا۔ اور اسے یہ سمجھ لیا۔ کہ ہمیں صرف باغی رعایا سے پالا نہیں پڑا ہے۔ بلکہ تمام عیسائی دنیا ہماری بیخ کنی کے درپے ہے۔ اور یہ وہ ہماری بنیاد دہانے کی کوشش میں ہیں۔ اور سب کے مقابلہ کا سامان کرنے کے قدم آگے رکھنا چاہئے۔

شاہی خاندان کی خیرات فیاضی

دائسرائے بہادر نے زلزلہ کے مصیبت زدوں کیلئے چندہ کی بنیاد ڈالی۔ اپنی جیب خاص سے ۰۰۰...۱ روپئے دئیے۔ اور اپنے وطن والوں کو بھی چندہ میں شریک ہونے کی ترغیب دی۔ جناب مسلمیوں پر اس ترغیب کا جو کچھ اثر ہوا ہو وہ تو ابھی اچھی طرح ظاہر نہیں ہوا۔ اور نیز اثر ہو یا نہ ہو اسکی ہمیں پرواہ بھی نہیں کیونکہ شاہی خاندان کی سرپرستی سے چندہ کی عزت افزائی کی گئی ہے۔ چندے دو ہیں ایک تو وہ چندہ جو دائسرائے کے ایما سے لفٹنٹ گورنر پنجاب نے جمع کرنا شروع کیا ہے اور جس سے زلزلہ کے تمام آفت زدوں کو خواہ یورپین ہوں یا دیسی حسب مراتب مدد دیجائیگی۔ یہ گویا ملکی چندہ ہے اور دوسرا فوجی چندہ ہے جو لارڈ کچنر نے اپنے مُردوں کی فاتحہ دلانے کیلئے لڑنے کو رکھا سپاہیوں کیلئے کیا ہے۔ ہماری ملکہ معظمہ نے ایک دم سے ۱۰۰ گنی دونوں چندوں میں دیں اور حضور ملک معظم نے یکمشت ۱۰۰ گنی دائسرائے فنڈ میں دیں۔ پرنس آف ویلز نے پچاس پونڈ دونوں چندوں میں دئیے۔ اور پرنسس آف ویلز نے ۲۵ پونڈ دونوں چندوں میں دئیے۔

ہندوستانیوں کو معلوم ہو یا نہ ہو ہم جتائے دیتے ہیں کہ گنی اور پونڈ کو کہیں روپیہ نہ سمجھ لینا بلکہ ایک گنی یا پونڈ کے ۱۵ روپے ہوتے ہیں اس حساب سے ہمارے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم نے ہماری ہماری تین تین ہزار روپیہ کی دیں۔ زلزلہ کے مارے ہوؤں کے لئے یہ نہایت عزت اور خوشی کا موقع ہے کہ اونکی مصیبت نے شاہی توجہ اونپر مبذول کرائی عجب نہیں جو زلزلہ کے مرے ہوؤں کی روحیں خوشی کے مارے پھر زندہ ہو کر مرنا قبول کریں اور جو جیتے بچے ہیں ممکن ہے کہ انہیں حسد پیدا ہو اور وہ شاہی توجہ کی غرض حاصل کرنے

ٹیلیفون کے ذریعہ سے گفتگو

متکلم :۔ کون صاحب ہیں؟

مخاطب :۔ میں مسٹر ٹامس ہوں۔ آپکا نام شریف۔

متکلم :۔ میں مسٹر پنچ ہوں میں نے آپکو اسلئے تکلیف دی کہ کابل مشن کا حال دریافت کروں۔

مسٹر ٹامس :۔ وہ حال ہی کیا ہے؟ کابل گئے۔ وہاں کچھ رہے۔ اور واپس آگئے۔

مسٹر پنچ :۔ آپ تو مذاق کرتے ہیں۔ یہ فرمائیے کہ کیوں گئے تھے اور کیسے واپس آگئے۔

مسٹر ٹامس :۔ گئے تو اسلئے تھے کہ برٹش گورنمنٹ اور سرکار کابل میں رشتۂ اتفاق و اتحاد کو اور مضبوط کریں۔ اور امیر عبد الرحمن خان سے جو معاہدہ ہوا تھا اس پر امیر حبیب اللہ سے گفتگو کریں۔

مسٹر پنچ :۔ اچھا پھر کچھ کامیابی ہوئی یا جیسے گئے تھے ویسے ہی بیل پیرے آگئے۔

مسٹر ٹامس :۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ برٹش کا مشن اور کچھ کر نہ آئے۔

مسٹر پنچ :۔ وہی تو پوچھتا ہوں کہ کیا کر آئے۔

مسٹر ٹامس :۔ کرنا کیا تھا۔ کچھ کابل فتح کرنا تھوڑا ہی تھا؟ معاہدہ پر دستخط کرالائے ہوں گے۔

مسٹر پنچ :۔ آہیں! فقط دستخط کرانے گئے تھے؟ نقل نویسی کے کان بہرے ہو گئے۔ یہ فقط کرکے بہت شعاری پر حرف آگیا۔ ایک جوان لڑکے سے دستخط کرانا بات ہی کیا تھی۔

مسٹر ٹامس :۔ اصل تو یہ ہے کہ مشن کا راز ابھی سربستہ ہے کسی کو بھی نہیں معلوم کہ کیا ہوا۔ میں بھی پوشیدہ بالغیب کی طرح خیال دوڑاتا ہوں اور یہ اچھا کیا کہ لڑکے سے دستخط لے لیا یہ بھی کیا کم تھا۔ آپ اس لڑکے کو سمجھتے ہیں ابھی وہ سرف لڑکا ہی ہے تاہم

بھلے ہی دن ہوتے

وہ ہوتا کہ گھر ہوتا ہون کو کھونا سمجھتا ہے۔

مسٹر پنچ :۔ اور یہ جو افواہیں سنی ہیں کہ ہماری گورنمنٹ کابل تک ریل اور تار برقی لیجانا چاہتی ہے۔ اور نئی سرے سے سرحد بندی کا ارادہ ہے۔ اور امیر حبیب اللہ خان اپنا سفیر لندن میں رکھا چاہتے ہیں اور ایک نمایندہ اپنی سرحد میں قائم کیا چاہتے ہیں۔ ان کی کچھ اصل ہے یا نہیں۔

مسٹر ٹامس :۔ ممکن ہو کہ ... ان کی کچھ اصلیت ہو لیکن نا شندنی کے دروم تو یہ چیزیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ جانے والا کہ دیں کہ بیرون میں یہ افواہیں بھی اوڑائی ہوں۔

مسٹر پنچ :۔ میں جو کہ ہا لیکر پوچھ رہا ہوں ابھی بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مشن کو کامیابی ہوتی تو تذ افغانی کیا ضرورت تھی۔ بات چھپا رکھنے سے یہ بدگمانی ہوتی ہے کہ خدانخواستہ مشن کو ناکامی سی ہوئی ہے۔

مسٹر ٹامس :۔ ناکامی کا نتیجہ نکالنا تو کچھ ٹھیک نہیں ہمارا دن پیدا ہوتے ہیں جنکی وجہ سے بعض وقت بات کا ظاہر کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ ع رموز مملکت خویش خسروان دانند

مسٹر پنچ :۔ اور یہ بھی ہے کہ اگر کامیابی نہ ہوتی تو مسٹر ڈین کی اتنی آؤ بھگت نہ ہوتی۔ پھر سلطان ہی حضور ملک معظم نے مسٹر ڈین کو اپنی حضور میں باریابی کا شرف عطا فرمایا۔

مسٹر ٹامس :۔ میں نے ایسے ہی کہہ دیا۔ ع رموز مملکت خویش خسروان دانند۔ ہمیں مضطرب ہی کیا ہو کچھ دنوں میں حال خود ہی کھل جائیگا ع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔

مسٹر پنچ :۔ میں آپکی اس نصیحت و اطلاع کا شکریہ ادا کرتا ہوں گڈ مارننگ (مسٹر ٹامس) شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں یہ تو ہمارا کام ہے۔ اچھا گڈ مارننگ!

ٹیلیفون بند ہو گیا۔ ڈرڈرڈرڈرڈرڈرڈرڈرڈر

ترکی ٹوپی کی بیوقعتی

ظاہر بات ہے کہ ادب اور احترام کے موقعہ اور محل پر انگریز ٹوپی اور دیسی لوگ جوتا اوتار دیتے ہیں۔ پچھلے ہفتہ کی خبر ہے کہ گوالیار کی کورٹ میں ایک مسلمان وکیل مسٹر عبد القادر کورٹ پتلون ڈانٹے ہوئے سر پر ترکی ٹوپی اور پاؤں میں بوٹ پہنے کسی مقدمہ میں کچھ تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ وکیل صاحب کا اس طرح کھڑا ہونا سیسن جج کے مزاج کے خلاف گذر گیا۔ اور انہوں نے وکیل صاحب کو حکم دیا کہ اس طرح سر پر ترکی ٹوپی رکھ کر تقریر کرنا کورٹ کی توہین کرنا ہے۔ چونکہ پہلے ہی ایک مرتبہ جج نے حکم جاری کر دی تھی کہ ترکی ٹوپی پہننے رہنا عدالت کی ہتک سمجھی جاتی ہے اسلئے آپ بدون حکم تقریر کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ مسٹر عبد القادر نے جواب میں کہا کہ میرا ترکی ٹوپی پہنے ہوئے تقریر کرنے سے کسی طرح عدالت کی توہین کا باعث نہیں ہو سکتا۔ اور نہ میرے خیال سے پگڑی دار ٹوپی اوڑھنا ہے ممکن نہیں کہ ایک مسلمان جس لباس سے دربار خداوندی (مسجد) میں جا سکتا ہے۔ اسی لباس سے کورٹ کی توہین کا ارادہ کرے مگر جج نے ایک نہ سنی اور کہا کہ احترام کیلئے سر یا پاؤں دو میں سے ایک چیز کھلی ہونی چاہئے چونکہ تم نے انگریزی لباس پہنا ہے تمہارا سر کھلا ہونا چاہئے۔ مسٹر عبد القادر نے ٹوپی اوتارنا مناسب نہ سمجھا اور کورٹ سے چل دئے جو کچھ ہوا اچھا ہوا مگر ضرورت سے زیادہ خود داری سے کام لیا گیا۔ وکیلوں کا تو قاعدہ ہے کہ جلد اپنی ٹوپی اوتار کر رکھ لیتے ہیں پھر اوردن کی ٹوپی اوتارنے میں انہیں حجاب نہیں ہوتی۔ اور پھر اگر وہاں ٹوپی اوتارنے کا موقع تھا تو جوتا ہی نکالکر رکھ دیا ہوتا کہ وہ بھی ... اعزاز ہے احکم الحاکمین کے دربار میں بھی اسی فرش پر حاضری دیتے ہیں۔ عجب نہیں جو جج صاحب بھی خوش ہو جاتے

معرکہ آرائی

ریاست نالاگڈھ اور منڈی

اسمیں شک نہیں کہ ریاست نالاگڈھ کو تباہ و برباد کرنے والے چالاک اہلکار اور راجہ صاحب کے مشیر و مصاحب ہی تھے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ راجہ صاحب ایک مدت سے غفلت کی گہری نیند سو رہے تھے۔ ہمارے بار بار کے اخبار پر بھی بیدار نہ ہوئے۔ مجبوراً ہمنے پنجاب گورنمنٹ کو پرائیویٹ چٹھی اور اخبارات بھیجے۔ جسسے تو یہ والی شروع کی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب شملہ کو راجہ صاحب کے حالات نیز اہلکارون کی چالاکیان اور خورد برد کے ڈھنگ معلوم ہوئے یہی سبب ہے کہ جو راجہ صاحب خود بخود چونک پڑے اور عزم راسخ سے ریاست کے انتظام کی طرف مائل ہوئے۔ بس پھر کیا تھا وزیر صاحب الگ۔ منصف صاحب الگ۔ مشیر اور مصاحب بھی الگ۔ سررشتہ دار صاحب بھی الگ۔ یہ الگ۔ وہ الگ۔ غرض جتنے آدمی ریاست کی جڑ کو چپکے چپکے چوہون کی طرح کتر رہے تھے ایک دم سے کایا پلٹ کر ڈالی۔ اگر تھوڑی دیر راجہ صاحب خود انتظام نکرتے تو مجبوراً ڈپٹی کمشنر صاحب ریاست کی طرف متوجہ ہوتے۔ بابو سندر سنگھ صاحب وزیر بیشک لائق اور منتظم تھے مگر معلوم ریاست تین چار لاکھ کی مقروض کیسے ہوگئی۔ اور خزانہ کا روپیہ کہان گیا۔ ہم یہ بھی راجہ صاحب کو نیک صلاح دینگے کہ ریاست کا انتظام اہلکارون کے بھروسہ پر نہ چھوڑا جائے۔ خود بھی دیکھ بھال کرتے رہین۔ مانا کہ راجہ صاحب بالکل ناخواندہ ہین۔ مگر پھر بھی انسان اپنے گھر کی دیکھ بھال ضرور کر لیتا ہے۔ ہم راجہ صاحب سے ہی دریافت کرتے ہین۔ کیا میان جوگند سنگھ صاحب وزیر [?]

جوگند سنگھ کے وقت مین ریاست کے ذمہ قرض تھا نہین ہرگز نہین۔ یہ راجہ صاحب کے مشیرون اور مصاحبون کی ہی چالاکیان تھین جو والی ملک کو برگشتہ کرکے دونون صاحبان کو ریاست سے الگ کرا دیا۔ اور بابو سندر سنگھ کو سرمور ناہن سے بلوا کر وزارت دلوائی۔ صرف اسی خیال سے کہ ہماری پیش [?] نہین جاتے۔ جب مرضی کے موافق وزیر مل گیا۔ تو چاہے جس طرح گلچھرے اڑائین۔ یہی وجہ ہے جو ریاست مقروض ہوگئی اور خزانہ مین خاک نرہی۔ خیر اب ہی سستے چھوٹے راجہ صاحب خواب غفلت سے بیدار ہوگئے ورنہ مشیر و مصاحب اور چالاک اہلکار ریاست کا بٹہ ہی لوٹ دیتے۔ بابو سندر سنگھ کی جگہ دیوان آنند سنگھ صاحب پسر ہرنسنگھ مقرر ہوئے ہین۔ یون تو لائق ہین۔ خاندانی ہین۔ مگر اتنا خیال ہے کہ یہ صاحب بھی ازسی سرمائی [?] کے چٹنے والے ہین کیونکہ ایک عرصہ تک دیوان آنند سنگھ صاحب اور بابو سندر سنگھ صاحب ممبر کونسل بھی رہ چکے ہین۔ اب یہ بات دیکھنا چاہتے ہین کہ دیوان آنند سنگھ صاحب بابو سندر سنگھ کی ڈگر پر چلتے ہین یا نہین۔ اور قرض کی ادائگی کی کیا صورت کرتے ہین اور خزانہ مین کسقدر جمع کرتے ہین۔ اور راجہ صاحب کی فضول خرچیون کا کیا بندوبست کرتے ہین اور رعایا کی بہبودی کا کیا سامان کرتے ہین۔ اگر یہ انتظام نہین تو کچھ بھی نہین۔ نیز ہمنے سنا ہے کہ راجہ صاحب نے ایک شخص جسکا نام [?] رام ہے منشی چہوڑا ہو ناتجربہ کاری کے علاوہ کمسن بھی ہے جسکی بابت پھر کبھی تحریر کرینگے۔ گوربل خواجہ جو ریاست سے معزول ہوگیا تھا سنتے ہین کہ واپس آگیا گو حساب فہمی کی بابت کوئی نوٹس نہین دیا گیا۔ ماسٹر نندلعل سررشتہ دار راجہ صاحب جو حال

مین علیحدہ کیا گیا ہے۔ واسپر ایک دعوی فوجداری مین ڈپٹی کمشنر شملہ کے یہان گذرا تھا مگر صاحب کمشنر نے کونسل نالاگڈھ کو واپس دیدیا۔ اگر کونسل نے کچھ انصاف نکیا۔ تو یہ دعوی پھر کمشنر صاحب کے یہان جائے بغیر نہین رہ سکتا۔ اگر راجہ صاحب کا انتظام ٹھیک ہوتا اور اہلکار ریاست رعایا پر سختی اور تشدد نکرتے تو رعایا کو ہرگز کمشنر صاحب کے یہان جانیکا موقع نملتا۔ ہم امید کرتے ہین کہ ڈپٹی کمشنر صاحب بھی اس ریاست کی طرف ضرورت کے ساتھ توجہ کرینگے نیز ہماری چٹھیون سے ثابت ہوجائیگا کہ اس ریاست کا انتظام کیا تنگ روی حالت مین ہے۔ (باقی آئندہ)

نوٹ:۔ ریاست منڈی کے حالات بذریعہ چٹھی ہمارے پاس پہنچے۔ محرم مین ایک تعزیہ بنایا گیا تھا اسپر اہل ہنود نے تعصبی جوش پیدا کیا۔ چند دنون کے بعد یہ لڑائی ایسی ہوئی کہ ہمارے سمجھ [?] تا اس تعزیہ سے بہت تنگ ہو گئی ہوگی۔ ہم اپنے دیوتاؤن کو راضی کرنا چاہتے ہین۔ منتظم منڈی سے بھی یہ صلاح کی۔ اور انھون نے یہ حکم جاری کیا کہ جن شخصون نے تعزیہ بنایا فوراً گرفتار کئے جائین۔ اور جس جگہ تعزیہ دفن کیا گیا تھا نکلوا کر جلوا دیا گیا۔ اور اس جگہ پہ سور۔ یعنی خنزیر کٹوا کر دفن کرادیا گیا۔ یہ واقعہ ۹ محرم کو پیدا ہوا۔ ۱۰ محرم کو زلزلہ آیا۔ منڈی مین سات آٹھ سو آدمی دبکر مرگئے۔ قحط بھی نمودار ہوگیا۔ آٹھ سیر کا آٹا میسر نہین آتا۔ ہمیشہ زمین لرزتی ہے۔ کیا عجب ہے جو منڈی کا تختہ ہی غرق ہوجائے کیونکہ یہ بے ادبی ایسی نہین ہے جو رحم کئے جبکہ منتظم منڈی نے سور کٹوا کر تعزیہ کی جگہ دبوا دیا [?] گیا۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو ہمارے ہندو بھائیون کو خیال کرنا چاہیے

زمانہ سے اسلام کی توہین کرتا ہے کہ آسمان نہیں
ہم ان امر کی تحقیقات مرتب کرنے والے ہیں۔
سب سے پہلے نادر گروہ دو ہفتہ مقیم رہیں گے۔
اسکے بعد منشی سوئفٹ کے حالات لکھیں گے
اور پھر گورنمنٹ کو استعفا تو موقوف کی جائیگی
(باقی آئندہ)

راقم

نورد۔ ایں مسٹر [illegible]۔ از مقام لکھنؤ

بی سرور جان پر اڑنگہ

زیر پنچ۔ تسلیم وہ تو سبھی تو معاف رکھیے، مگر
آپ منہ ہی جانے ہوئے ہیں تو کیوں کسی مہ جبین سے
تسلیم کا ذکر اور ہلاک جیسے رہتا ہوں گر دور کیا
سکتے ہیں جبین مثل [illegible] ایسا نہ ہو کہ گوٹ
پلٹن کردی رکھنا پڑے۔

پنچ۔ ہم ایسی تسلیم سے باز آئے کہ جب کہا جو نوکر
ورنہ تشریف لیجائیے۔ اور چلتے پھرتے نظر آتے

ابے پنچ صاحب۔ ذرا سی بات میں آپ بگڑ بیٹھے
ہاں آج بگڑ گئے نہیں۔ ایک معاملہ ہے مگر جب تک
خبر سناتا ہوں۔ مگر زبان جاتے جاتے ہوش
بھی نہ جیا جاؤ تو شاباش ہے کہنا۔ ورنہ تو بیٹھ
جاؤ [illegible] بند کرو۔ اور تصور میں ہوتی
معروف ہو [illegible] ہو جاؤ۔ ہاں ملی کہیں خبر تو
یار ہیں ہوش و گوش کو بھی خبردار کہہ دینا۔
کہ کہیں بہت ہی جاؤ۔ اور آپکی معشوقہ کو تو
بھی آپ جو دیوانہ سمجھکر دھتکارتا ہے۔

پنچ۔ کیا مسخری ہوتے ہو جو ایسی [illegible] باتیں
کرتے ہو۔ اچھا سنو ان جھگڑوں کو ایک بیر
کی یہ ہے [illegible] دل کو [illegible] لگی ہے جو دو [illegible]
کو بھی [illegible] عشق [illegible] ہو صفت [illegible]
اس قصے کی [illegible] کا دھیان نصیب نہیں ہوا۔

اگر ایک دفعہ بھی دیکھ پائیں تو دل تو ضرور ہی [illegible]
ہمت ہے مطلب نہیں جو بہانے سے اس کی [illegible]
اسکا رنگ گانے لگو۔ اور دنیا و مافیہا سے غافل
ہو جاؤ۔ ابی آپ ہی پر کیا منحصر ہے وہاں تو اچھا
سو سال ہی سرنگ بجر ہیں۔ مگر شنوائی نہیں
ہوتی۔ غرض بی صاحبہ کی بھی وہی مثل ہے یعنی
یوسف تو ایک ہے پر خریدار بہت ہیں۔ بی سرور
جان کا نام نامی شیطان کی طرح مشہور ہے لکھنؤ
ایک خان صاحب تو اسے مورت سمجھکر پوجتے
ہیں۔ اور اپنے آپ کو بی صاحبہ کے جان نثاروں
میں تصور کرتے ہیں بجز یہ جان نثاریاں بیکار
ہی کیوں نہوں۔ مگر ظاہر تو ایسا ہی کیا جاتا ہے
حالات معلوم ہونے پر انشاء اللہ مفصل کہا جائیگا۔
ہاں یہ کہنا بھول گیا کہ عشق پیشہ میرا سر جان
نثار کرنیکو فخر خیال کرتے ہیں اور اپنی ہمدردی
جتلانے کے لئے طرح طرح کے چیلے سوچتے رہتے
ہیں۔ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ جو نہ ہو میں ہی
اوس بت مغرور پر قبضہ پاؤں۔ شب وصل کے
مزے اوڑاؤں۔ غرض اڑنگہ بازی کی غرض سے
وہ ترکیبیں دماغ سے اتارتے ہیں کہ عمر عیار
بھی ہو تو دھوکا کھا جائے۔ ایک نئے امیر کو
جو حال ہی میں دو قصہ ہوئے ہیں۔ یہ سوجھی
کہ یوں تو بی صاحبہ ہتھے نہیں چڑھتیں اور اگر
قابو میں آ بھی ہیں تو انکو ٹھکانا کہا جاتی ہیں۔
دوستوں میں مشکوک ہیں ہو گئیں۔ پھانسنے کے
لئے طرح طرح کی ترکیبیں سوچی گئیں مگر ایک
بھی کارگر نہ ہوئی۔ ایک ہی گرگے ہیں بی کی ملنے صاحب فرمانے
لگے۔ اور تجویز ہوا کہ ذرا سی کیس میں بی صاحبہ
کو ٹانگ میں قدم کرو۔ یوں اسکا پتہ بھی
نکل جائیگا۔ اور ہم منہ مانگی مراد بھی پالیں گے
ایک [illegible] نالش [illegible] مقدمہ [illegible]

کی فراست شریفہ نے عقیل لاہور میں نالش کی
ان سے ہاتھوں فرمائی دعوی سنکر

جنا جالی

میں ایک رات بی صاحبہ کے مکان پر گیا۔
وہ دیکھتے متفرق ہوئے۔ حضور مشتری اسکے [illegible]
سواری کا شوق۔ میں نے مناسب سمجھا کہ
بٹوے مخصوص کا لحاظ کروں کہیں آتش [illegible] ہو
اور میں مجھن جاؤں۔ اسپر تکرار ہوئی۔ بی صاحبہ
ہوئے مخصوص کو دکھانا خلاف شان سمجھا۔
میں بھی اڑیل ٹٹو کی طرح اڑ گیا۔ بس پھر کیا تھا
بی صاحبہ کے ملازموں نے انکے اشارے سے
گھونسے لات غرض مارتے مارتے میرا کچومر
نکال دیا۔ حضور میری داد رسی بموجب دفعہ ۳۲۳
۳۲۵–۳۴۷ تعزیرات ہند کے کیجائے۔ بجرم ہذا
کو وارنٹ گرفتاری ڈیڑھ سو روپیہ کا جاری
ہو۔ اور میں مچلکہ ہیچ کو عدالت میں حاضر ہو۔
بی صاحبہ کو جب معلوم ہوا۔ فرطم فراوانیکے
کہ ہونہ ہو اس میں کالا ضرور ہے۔ یہ کسی فراق
شریف کی چالاکی ہے۔ اور ہمیں اپنے دام تزویر
لانے کی ترکیب ہے۔ بڑی سٹ پٹائیں۔ کہنے لگیں
تو ہمارا بھی باوا جان نکالا۔ پہلے تو مشکل سے
پولیس میں ضمانت ہوئی۔ آخر جب پیشی آئی
تو عدالت میں بی ضمانت داخل کرنا تھی
ششدر رہ گئیں کہ کیا کرے کیا نکرے۔ کچھ کرتے
دھرتے نہ بنتی تھی۔ آخر ایک نیک سیرتنے
جنکو پورا نام کہنا چاہیے اسی تاک میں تھے
کہ موقع ملے تو ہم ہمدردی کے شہید مرد میں مل
جائیں ریش مبارک کو لکان نا کرکے آپ سے پہنچا کر
ہمدردی جتائیں۔ عجب نہیں جو اسکی طرح مراد
دلی پائیں۔ یہ سوچ بی صاحبہ سے بولے کہ
[illegible]

بی سرور جان ایسی بات تو خط ہو جاتی تھی
دل - ای مشکور کیا مین تو آپکی غلام ہوں
یہ سنتے ہی میان کی باچھیں کھل گئیں - جامہ مین
پھولے نہ سمائے - خوب آپ چہلے کوسے - فوراً
ستہ پیشتر ضمانت داخل کر دی - آیندہ تاریخ
مقدمہ ارباب کو مقرر ہوئی - افواہ تھی کہ یہ
پیشی دوسرے پر ہوگی - دونو کا حال سنکر بیچارہ
کی اور بھی سٹی گم ہوگئی کہ ہائین یہ تو بری
ہوئی - عدالتی مجسٹریٹ جو پہلے ہی میر فتاک مین
دم کرتے تھے اب اور بھی غضب ڈھائین گے
موقع تو انہین مل ہی گیا ہے - جی کھولکر دل کی
حسرتین نکالین گے - یہ فکر ہی جی مین پیچ
تاب کھا کھا کر رہ گیا - کچھ بس نہ چلتا تھا
آخر یہ صلاح قرار پائی کہ صلح کر لیجائے - مخالف
پارٹی تو صلح خدا سے چاہتی تھی وہ تو ایسے
موقعہ کی تاک مین تھی - آمنا و صدقنا کہکر راضی
نامہ عدالت مین داخل کر دیا - چلو چھٹی ہوئی -
آپ پوچھین گے کہ مخالف پارٹی کا کیا حشر ہوا
تو اسکا جواب ہم یہی دین گے کہ انہون نے
منہ مانگی مراد پائی - دو بیبیاں ایک جانب رخصت
ہوتے ہین - ہان جاتے جاتے ایک امدادی ناگوار
خبر سناتے جاتے ہین کہ بی صاحبہ اپنے
وطن مالوف کو رخصت ہو گئی ہین - اسکی وجہ یہ ہے
کہ ایک ریچھ بی سرور کے یہان عموماً آ جایا کرتا
تھا جسنے اونسنے تو کرم بھگا دیا -

راقم ——

کھری کہنے والا -

لقلم ——

نامہ نگار - از لاہور

باپ کی زرداری اور بیٹے کی روشن مزاجی

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

اوپچون کے سردار خان دلاور میان چھچھادر
ہزارون بلکہ لاکھون سلام کی بکھارین تمہاری
لئے بہرپور مین مذرا اسلاف توجہ فرمائیں کہ
زمانہ اپنے وقت کو کسطرح ادا کر رہا ہے ذرا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا -

ایک انگریزی خوان مہذب نئی روشنی والے
پیرا ز فیشن کے ہیں اور اپنے والد کی گفتگو زیر
قلم کرتا ہون - ذرا کان میل والے کو بلوا کے
دماغ روشن کرالین -

باپ :- بیٹا - آج تمہارے فلان دوست تمکو
پوچھتے تھے -

بیٹا :- (مین ڈبل مستی کی حالت مین) تم نے
کیا جواب دیا -

باپ :- مین نے کہا کہ میرا لڑکا مکان مین نہین ہے

بیٹا :- تمکو مین بار بار کہتا ہون کہ تم کیون
لوگون کے سامنے کہتے ہو کہ یہ میرا لڑکا ہے -

باپ :- (تعجب کی حالت مین) کیا تو میرا بیٹا
نہین ہے -

بیٹا :- ہون تو سچ مگر کہنے سے کیا فائدہ -
اسمین میری آبرو جاتی ہے کہ لوگ مجکو غیرت
دلاتے ہین کہ میرا باپ ایک ہلکا آدمی ہے

باپ :- سبحان اللہ - آجتک جو کچھ مین نے
تمہارے پیچھے صرف کیا تو اسکے واسطے کہ
تمہارے باپ بننے سے محروم رہون -

بیٹا :- تمنے میرے پیچھے کیا کیا - یہ تو میری
خود کی لیاقت ہے مین اسدرجہ کو پہونچا کہ
ہزارون روپئے کا لین دین کر رہا ہون -

باپ :- تیرے خیال مین تو مفلسی بنا ہے مگر ابتک
تو تیرے بدن پر لباس بھی میری کمائی سے بنا ہے

بیٹا :- (غصے کی حالت مین) خبردار زیادہ بکبک
نہ کرو - ورنہ قانون سے مقابلہ کرونگا -

باپ :- ابے جا نالائق - تو کیا قانون چلائیگا
مین ابھی چاہون تو تجھے بیعزت کرکے گھر سے
نکالدون - تیری کیا اصل ہے -

بیٹا :- تم اس خیال مین نہ رہنا کہ مین تمہارے
نطفے سے ہون اسلئے تمہاری تعظیم کرون سنو
جیسے پتھر سے ہیرا پیدا ہوتا ہے - اسی مثال
مین بھی ہون - تم پتھر ہو مین ہیرا -

باپ :- واہ رے لایق پوت - شاباش
آج مین اپنے کئے کی سزا پا چکا - اور حق
پسند کا پورے طور سے حاصل کیا - اب بہتر
ہے تیری شکل سے پرہیز کرون کیونکہ ہیرا زہر
کا اثر رکھتا ہے - اگر زیادہ منہ کو لگایا - تو
میری جان کا دھوکا ہے - مین تجھسے اپنی
علیحدگی اختیار کرتا ہون -

نامہ نگار :- بس اب لکھنے کی ضرورت نہین
ہے - لڑکے کی روشن مزاجی اور باپ کی زرداری
پورے طور سن چکے - یہ ہے انکی حکومتی علم کا
نتیجہ - والسلام

راقم ——

پہچان لیجئے

دنیا کے کرشمے

مولوی مولانا مسٹر شیخ بہادر صاحب قبلہ ممبری
وکیسہ تھوری دام اقبالکم - تسلیم - آداب
دکورنش - مجرا - مجرا بندہ کا - بندگی - جھک کے
ادھر کے ادھر کے پہنچکے ادروٹ ہوکے گردش
ہوکے سب پاؤن سے کہتا ہون یعنی عرض

کرتا ہوں۔ یا اللہ کوئی جواب ہی نہیں بھیجتے آداب القاب
کی بہاریں اور تمام ختم کر ڈالی۔ قسم کہا بلکہ ہی ایک بیچ
دوسرا کوئی ہوتا تو ان فرمائشی آداب القاب طمطراق
بندہ درگاہ پر کیا کہنے نہ جہانداد گرو ادا تجربہ نہیں ہوا تو
مجھ سے لڑنا۔ مگر حضرت میں کہاں تک ہٹا کر کہ بتا سکے
منبر میں گھنٹیاں ہیرے۔ سوز شکی بوس سنے۔ مانند
پر مانند و بر سے جیسا اب سے زینت بڑھتے گئے یہ
کام دو کہا ئے بیٹھے ہیں جیسے کسی کی جیٹ نہ لوٹ
یعنی نہ پہچان۔ ورنہ یہ اس شہر جلال کی بر کو
جا بیں والی بکل نہ ہو کہ نہ پہنچوں جو معنی دارد۔
میرے کبھی کبھی غائب ہو جانے پر تم جز بجز ہو
اچھا۔ نہ دیکھ کر خیر دقت۔ میں مانا کہ تیا
ہوں۔ اچھا میری رام کہانی سنو اسے پر ہیا سکنہ
گلستان ہی دیکھو۔ حکاموں کے دورہ کا بھی زمانہ
موسم سرما ہے یہاں حاکموں ناظموں کے دورہ کا
زمانہ بھی جاتے ہی علیہ الرحمۃ۔ وہ کہاں مرتی اور ابتدا
تو یہ کہاں زیب ہے وہ رنسان۔ ہنر مندوں کے سپرد ہے بعض
بنی اس شعر کے پیر و مرشد میاں نے انسانیت کی
ہے پھر اس کشاکشی میں انسان کے حواس یا تیام
برقرار رہ سکتے ہیں۔ غرض ابھی آنکھوں کا مارا ہوا
ایک ایسے مقام پر پہنچا۔ جو گیا سے دو کوس اُتر
دریائے پھلگو پر واقع ہے۔ نام تو حافظ کے
دفتر میں داخل ہے معلوم کر لینا یہاں تو نفسانیت
اور چھوٹ کا عجب ہی عالم دیکھا۔ لوگ زور شور
کچھ غور شمال ہیں مگر نفسانیت خود غرضی و خود بینی
کا عجب حال ہے۔ غرضیکہ گیا کی دیہات بستی کچھ
یہاں ہر شخص کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ۔ دو چار
کی نماز کا وقت ایک جگہ ہونا تمام میں بند ہو جاتا ہے
مگر یہاں تو یہ عالم ہے کہ عید بقرعید میں بھی دو
کے لوگ اکٹھا نہیں ہو جاتے ہیں کرتے ہیں کیا
معنی کر دو جن نے اپنی مسجد الگ بنائی ہے اور دیہات

اپنی اپنی ڈفلی اپنا راگ رہا نہیں دس بیس کا سفر
ہو کر تی ہیں۔ ایک تو دیہات میں جمعہ و عیدین کی
نماز کے جواز ہی میں جھگڑا ہے۔ یہ بتایئے ایک
دیہات میں اتنی متفرق جماعتیں ہوں پھر تو
کسی طرح درست و جائز ہو ہی نہیں سکتیں۔
نہ فقہا کے نزدیک نہ محدثین کے نزدیک۔ مگر مشکل
تو یہ ہے کہ سمجھائے کون۔ اس نادانی اور جہالت
پر کیا ہر شخص کو دعوی ہمہ دانی کا ہے۔ ہر شخص
یہاں کا اپنے کو محدث و فقیہ سمجھتا ہے۔ یہاں
ایک شہر سے بزرگ کا ذکر بھی ہے جس سے اپنی
نسبت اپنی سے بتاتا ہے۔ مگر رسموں کا پابند
ہونا بھی او نہیں کے وقتوں سے بیان کرتا ہے
لوگوں کے نام پاک میں دھبہ لگاتا ہے۔ یہ رسم
سلطان بود پر فخر کرنے کو تیار اور کام کرنے میں
جیسے جیا۔ خدا ان لوگوں پر رحم فرمائے۔ دو جگہ مقام
ہے۔ مسٹر پچھاور رہنے کا مقام فرگوشہ تھا
اب بہنے کا مقام آتا ہے۔ یہاں ایک اور بات
بھی ایسی دیکھنے میں آئی کہ جس کا ذکر لطف سے
خالی نہ ہو گا۔ سچ تو یہ ہے کہ پچھاور کہیں تم بھی
ایک آدھ کے حصول کی فکر میں نہ پڑ جاؤ۔ ایک
تو مزیدار بات اور اس پر جستہ جناب استاد شعرا
زمانہ ردیف و قافیہ کا چسکہ نہ شکایت نہ یہ مصرع
گھڑ ہی ڈالا کہ اس طرز تماشہ میں کوئی بھی کمال
انداز میری ذہانت اور طباعی کی کوئی بیرا
داد نہ دے تو بلا سے میں خود فخر یوں داد دیتے
کرتا رہوں۔ لاحول ولا قوۃ تمہاری باتیں تو
مارو نہ یہ بھی بگڑیوں کی طرح پیچ در پیچ ہوا کرتی
ہیں اور یہاں اصل مطلب بیچ کے بیٹ میں
چھوڑ دینے لگتا ہے۔ قرار نہ ہو جاتا ہے۔ چھی
تو بات میری! تو بھی آپ نے بڑی قدر کی جو کر
شرمے مارو دلہن کی جگیلے ستارہ بنا دی ہے کہو

[illegible] ...ہیں کی جو مجرد دلہنوں کی طرح گھونگھٹ کئے
کرتی ہیں تو کچھ برا بھی آئے۔ اور ہیں ایسی کچھ بن
کو مٹی ہو گئیں ہیں۔ عجیب ذرا ایکا یک خلق فشان ہا
تو میں بھی بے سر عجب گم ہوں۔ یا تو یہیں یہاں
میری شرکت ہوئی اور میں مولوی معروف پر زمانہ
سے ناچنے دکھانے اور ڈھولک پر تھاپ پڑنے کی
اور جو تماشائی دیکھنے گئی تو میں جو کچھ ہوا ہوں
پر معنی دارد یہیں جھیلنا زمانہ میں کوئی گوئی کا
طائفہ بلا یا گیا ہے۔ عند اللہ یا قت ایک صاحب
فرماتے ہیں کہ جناب ہمارے یہاں کی یہ بات عجب
چیز ہیں۔ پلنگ توڑی کا کام دیتی ہیں اور کھاٹ کا بھی
بڑی بڑی بھی کی لگاتی ہیں اور کبڑی کبڑی کا بھی
اور جو ترکیب تو ایسا شغل کرتی ہیں کہ کیا بھول کی
گرج ہو گی جسے کہا پڑھنا عجب نہیں بلکہ غضب
چیز ہیں ماشاء اللہ چشم بد دور و عقل درد صندوق
ایک ہاتھ تو کبھی ہم اور گھن بیچ کر ڈھولک کا ہر گھر میں تماشا
قرآن سے زیادہ فرض ہے اور جبر نہ گوشہ ماتھا میں
بیٹھنا ہے اس روز ڈھولک بھی۔ اور اسی وقت ایک
حصار کر دیا جاتا ہے کیا معنی کہ دخل اعتکاف ہو جاتا
ہے۔ تو سنو تو انجمن کے بعد ہار جا سکتے ہیں کہ
ڈھولکی کیا مجال کہ حصار کے اندر سے نکل جائے۔ اگر
ایسا ہو تو شادی ہی کچھ دنیا جائز ہو جائے۔ غرض
دنیا میں عجیب عجیب لوگ بستے ہیں اور رنگ برنگ
کے تماشے ہوتے ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ
لے۔

راقم

خادم مقام جہ دہاری

ضرورت

ایک مدرس کی ضرورت ہے جو انٹرنس پاس
شدہ ہو۔ اور علم عربی سے بھی بخوبی واقفیت

تنخواہ لیاقت پر منحصر ہوگی۔ یا بذریعہ خط و کتابت فیصلہ ہو سکتا ہے۔ جملہ درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

المشتہر
فقیر محمد مہتمم مدرسۂ انجمن تقویت الاسلام
محمد سعید شہرہ ضلع پشاور

مجموعۂ صنایع نادرہ (نوسبر)

منتخبات باقری ہر دو جلد
معہ فرہنگ قیمت ایک روپیہ چار آنہ ۱۴؍
محصول ڈاک ۳؍

منشی محمد باقر بنگر محلہ دہلی سے نقد قیمت یا بذریعہ ویلوپے ایبل مل سکتی ہیں۔ درخواست میں پتہ صاف بخط نستعلیق ہونا چاہیے۔

کارخانہ عطر فرحت المشام قنوج

میں ہر قسم کے روغنیات ملسکتے ہیں عطریات ۲؍ سے سعہ تولہ تک روغنیات ۸؍ سے ۵؍ سیر تک مفصل فہرست طلب کرنے پر مفت روانہ ہوگی جو صاحب مال منگوائیں اپنا نام و پتہ صاف تحریر فرمائیں۔ درخواست بنام حاجی قدرت اللہ عبد الغفور تاجر و مالک کارخانہ عطر فرحت المشام قنوج حاجی گنج متصل مدینہ مسجد ہونا چاہیے۔

مسٹی کے مہینے میں جو ریلوے کانفرنس ہلسنگفورس میں ہونیوالی ہے باب عالی نے بھی اس میں شرکت کی شرائکت منظور کرلی ہے بعد عنقریب کوئی مستند وہان جانیوالا آخر غلط ہو خزانہ سلطنت کے طرف سے عنقریب ایک وفد تیار ہونیوالا ہے۔

زینت شباب

خضاب والون کی لن ترانیون اور شائقین خضاب کی شکایتون سے ناک میں دم آگیا تھا کسی کی تو یہ شکایت تھی کہ چند ہی روز میں رنگ بھورا پڑجاتا ہے اور کسی کی یہ شکایت تھی کہ اگر ایک ہفتہ لگانا بھول جائیں تو ڈاڑھی شریف پر ایسا خاک اُڑنے لگتی ہے جیسے کسی کے چہرہ پر وفعتاً زسی رنڈی کی پھٹکار پڑگئی ہو۔ یہ شکایت تو بالعموم تھی کہ شیشی کھولتے ہی بو کی بدبو بھی نمبر اعلیٰ کی ہے۔ بال تو کالے ہو جاتے ہیں مگر دل بھی بھلکے کالا کوئلہ ہو جاتا ہے۔ غرض یہ کہ تو ان شکایتون نے ناک دم کرکے دماغ کو بٹھا دیا۔ آخر گھبرا کے خود اس فکر میں مستغرق ہو گئے مثل مشہور ہے جو بندہ پابندہ خدا کے فضل سے ہرگز اپنی کوشش میں کامیاب ہو گئے ہمارے نزدیک جھوٹی تعریف جیسی بچون اور غلط جراسون کا کام ہے۔ ہمارا زمانہ جانتا ہے کہ اگر لاکھ روپیہ کا بھی فائدہ ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ بے بنیاد فقرہ اپنی قلم سے ہرگز نہ نکلیگا۔ لہٰذا ناظرین کے اطمینان کے لئے صرف اتنا لکھدینا کافی ہے کہ ہمارے خضاب نمبر ۱ کی بدبو بہت بلکہ نہایت کم ہوگئی ہے۔ اور پھر خوبی یہ کہ تمام خضابون سے تول یعنی شیشی ایک ایک اونس کی اور قیمت ایک روپیہ ایک آنہ معہ محصول ڈاک ایک روپیہ چار آنہ پسند نہو تو واپس کردو۔

خضاب لاجواب

یعنی نورشاہ کا خضاب اس کے افعال کے ہم ذمہ دار نہیں قیمت تین بکسوں کی دو روپیہ۔
المشتہر منیجر پنچ اخبار دہلی۔

اسلامی دنیا

عقبہ جو کہ تجارتی اور فوجی اغراض کے لحاظ سے ایک اہم مقام ہے اور وہ حجاز ریلوے لائن سے بیچا ہوا رہ گیا تھا۔ اعلیٰحضرت سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ ریلوے کا یہ ٹکڑا بہت جلد تیار کیا جائے۔ داغ بیل پڑ چکی ہے۔ سامان بھی فراہم ہو گیا۔ امید ہے کہ بہت جلد کام شروع ہوکر اختتام کو پہنچیگا۔ عقبہ میں سلسلہ تار بھی شروع کیا جانا ضروری ہے۔ اسکے متعلق بھی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

باب عالی سے حکم عام جاری ہوا ہے کہ جو شخص قلمرو عثمانی میں مطبع کھولنا چاہے وہ اجازت حاصل کرسکے ملنے ۱۰۰ قرش جیتی اسٹامپ پر عرضی لکھے۔ اور جو اخبار جاری کرے وہ ۱۰ قرش بابت فیس داخل کرے۔

ایک کمیٹی نے بالبعال میں اندھے، گونگے بہرے طلبا کا ایک الگ مدرسہ کھولنے کے متعلق اجلاس کیا۔ جس میں مدرسہ کا نقشہ بھی پیش ہوا۔ جو بالاتفاق پاس کیا گیا۔ اور کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ بہت جلد اسکی بنیاد ڈالی جائیگی

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ جو ولایت متعددہ میں پولیس کا جدید انتظام کیا جاتا ہے۔ اوسکی مصارف کے لئے ایک رقم خاص رکھی جائے۔

باب عالی نے تمام ممالک عثمانی میں حکام بھیجے ہیں۔ کہ ہر ضلع و تحصیل کے حکام رپورٹ کریں کہ آگ بجھانیوالی پولیس کا مستقل طور پر انتظام ہے یا نہیں ہم چاہتے ہیں جہاں پر کافی انتظام پولیس کا نہیں ہے وہاں سلطنت کی طرف سے آدمی روانہ کئے جائیں۔

جاسوسوں کی رپورٹیں

روئٹر ٹوکیو سے بذریعہ تار برقی خبر دیتا ہے کہ سرکاری طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ جاپانی مقدم سپاہ نے مقام فنگ وانگ کے شمال میں روسیوں کے مورچوں پر حملہ کر دیا۔ اور مقام کیوتالی جو ۲۳ میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ اس پر قبضہ اور تصرف جما لیا۔ بعد ازان پہلی تاریخ کو جاپانی فاتح سپاہ فوکوان سے خیلو کی جانب بڑھی اور سیاؤشم اور آنسیاؤشم کے اردگرد میں روسی سپاہ کو منتشر کر دیا۔ اور چار تاریخ کو مقام پایا۔ اور ؟ پر قبضہ جما لیا۔

روئٹر ٹوکیو سے بذریعہ تار برقی خبر دیتا ہے کہ چار تارپیڈو کشتیان کل بندرگاہ ویہ کوڈو کی جانب مطرب کیا گئین۔ اور انہون نے ایک جہاز پر آگ لگا دی۔ ملاح بال بال بچگئے۔ مگر کپتان قید کر لیا گیا۔

یہ کشتیان اب کہین نظر نہین آتین شاید ولاڈی واسٹوک مین واپس لوٹ گئین۔

جاپان کے چند اخبارات بیڑہ بالٹک کی تاخیر کے خلاف جاپان کو جلد اور مستعد رہنے کرنے کی تحریک کر رہے ہین۔

طلسمر اسکے بلدز مین انتشار پھیلا ہوا ہے لہذا سیم ارسال کرنیکی تیاریان ہو رہی ہین۔

پیرس مین ایک سرکاری اعلان شائع کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ نے انڈوچینا کے حکام کو صرف زبانی ہدایتین بھیجی ہین۔ کہ جنگ روس و جاپان مین مداخلت نکرین۔ اور پوری علیحدگی کا لحاظ رکھین۔ بلکہ اپنی ہدایتون کی تعمیل کی طرف بھی توجہ کی ہے۔

سینٹ پیٹرزبرگ مین ازوسکی شب بڑی تمک بارود خانہ مین خطرناک آتشزدگی واقع ہوئی ۱۲ عمارتین خاکستر ہوگئین۔ اور گورنمنٹ نقصان پہنچا ہے۔

ہاؤس آف کامنز مین مسٹر بالفور نے مسٹر والٹن کے جواب مین کہا کہ فرنچ سفیر متعینہ لندن نے سند رجہ ذیل رپورٹ ارسال کی ہے۔ جسوقت روسی امیر البحر روزدوسٹنسکی کامراہ مین لنگر انداز ہونیکی خبر ظاہر ہوئی اوسی وقت سینٹ پیٹرزبرگ مین اسکی فریاد کی گئی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ زار روس نے نہایت فاکر بذریعہ تار برقی احکامات جاری کئے کہ خلیج کامراہ مین سے روسی بیڑہ جلد روانہ ہوجائے بعد ازان جو خبر ملی کہ روسی بیڑہ خلیج ہونکوہے مین چند میل جانب شمال لنگر انداز ہے اسیوقت امیر البحر جان کوبرس بندرگاہ سائگون سے روانہ ہوگیا۔ اور روسی بیڑہ کو اوسی مقام پر پایا۔ جو فرنچ حد سے کسیقدر باہر تھا بعد ازان گورنر انڈوچینا نے اسے موجودہ جنگ سے پوری علیحدگی قائم رکھنے کی ہدایتین کی گئی تہین) ہنسر مک کے ریزیڈنٹ کو روزدوسٹنسکی کے پاس بھیجا۔ اور روسی امیر البحر نے اوس سے تیسری تاریخ کو روانہ ہوجانیکا وعدہ کیا۔ مسٹر بالفور نے کہا کہ وہ جو خلیج کامرہ مین فرنچ حکام کی جانب سے روسی بیڑہ کو امداد ملنے کی خبرین شایع ہوئی تہین اوسکی متعلق مجہہ خبر ملی ہے کہ دو فرنچ مین جنکا تعلق گورنمنٹ سے کچہہ نہین ہے۔ اور وہ صرف گورنمنٹ کی جانب سے چند اراضی کے مالک ہین۔

بندرگاہ سائگون سے مورخہ ۹ مئی کا ایک تار موصول ہوا ہے جسمین ظاہر کیا گیا ہے کہ روسی بیڑہ ہونکوہے سے روانہ ہو کر جانب جنوب دوسرے خلیج کی طرف روانہ ہو گیا ہے جہانپر فرنچ جنگی جہازات لنگر انداز ہین۔

روسی امیر البحر روزدوسٹنسکی نے بہانسے جلد روانہ ہونیکی اطلاع دی۔ اہل فرانس خود پر موجودہ جنگ سے علیحدگی کے خلاف الزامات قائم ہوکر سخت برہم ہوگئے ہین۔ جرنلسٹ زور دار الفاظ مین بیان کرتے ہین کہ جسروز سے غیر متوقع طور پر روسی امیر البحر کامراہ کے قریب وارد ہوا اوس روز سے فرانس نے موجودہ جنگ سے علیحدگی جاری رکھنے مین کوئی کسر اوٹھا نہین رکھی۔ فرنچ حکام کو اس امر کا سب سے بڑا خیال رہا اور وہ اس امر کے محتاط رہے کہ فرنچ بحری میدان کہین بھی روسی بیڑہ لنگر انداز نہو سکے۔

روسی وزیر داخلی نے ایک مسودہ تیار کیا ہے جس مین موجودہ آئین و قوانین ملکی مین بڑی ترمیمین کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اور نیز روس مین ایک پارلیمنٹ کی بنیاد قائم کی جائیگی۔ جسمین ہاؤس آف کامنز کے طور پر ایک مجلس مقرر کیجائیگی۔ جسکے ۵۰۰ منتخب ممبر مقرر کئے جائینگے۔ اور موجودہ شاہی کونسل کے افراد گویا ہاؤس آف لارڈز کے اراکین شمار کئے جائینگے۔

روس کے آزاد منش اور منصف مزاج اصحاب نے اپنی کانگریس کا جلاس ماسکو مین منعقد کر کے ملک مین دو انجمنین قائم کرنیکی ضرورتین ظاہر کین۔ اول مجلس کے اراکین عوام کی منظوری سے منتخب کئے جائینگے۔ اور دوسری کے کل ممبر منظوری ملکی مبعوثون کی اور وکلا منتخب ہون گے۔

ٹرونسبکل ریلوے پر ایک بہا نگرہ مونہ

ایک مدراسی اخبار نامہ نگار اپنے تجربہ کی بنا پر لکہتا ہے کہ رسٹیون کو وردن مجھون وغیرہ گہریلو پرندون کو بہی طاعون ہو جاتا ہے۔

کشمیر مین ۲۰ و ۲۱ اپریل کو سخت بارش ہوئی۔ جابجا زمین شق ہو گئی۔ اور راستہ بند ہو گیا۔

کلکتہ مین طاعون کی پرشس ہوا۔ قریباً ۱۰۰ اموات روزانہ ہو جاتی ہین۔

ضلع بیہر پور (صوبہ متحدہ) مین ایک نہر کی منظوری ملی ہے تیاری کے لیے ۲۰ لاکہ ۲۹ ہزار کی منظوری ملی ہے۔

پشاور سے نامہ نگار وکیل لکہتا ہے کہ ۲۰ اپریل کی ژالہ باری مین شہر کے باہر ایک درخت پر بجلی گری اسے چور چور کر دیا مگر آدمیون پر خیر گذری۔

بنج بیچ کے قریب کچہہ آدمی رات کو کام کر نیوالی کشتی مین سوار ہو کر جا رہے تہے۔ کہ کسی وجہہ سے کشتی ٹوٹ گئی۔ سب آدمی پانی مین ڈوب گئے۔ ۱۲ زندہ بچے اور ۷ لاشین دستیاب ہوئین۔

امداد زلزلہ زدگان پنجاب کا چندہ ایک لاکہہ ۹۰ ہزار ۳۰ روپیہ تک جمع ہو گیا ہے۔

مہاراجہ صاحب بردوان نے بچاس ہزار روپیہ دیا مہاراجہ صاحب دربہنگہ نے ۱۰۰۰ دیا ہے۔ سرکار حضور مہاراجہ صاحب نابہہ سلطنہ ہزار بہیجا۔ شریف بمبئی نے پہلی قسط بارہ ہزار کی بہیجی ہے۔

زلزلہ کے متعلق سب سے مستند جاپانی پروفیسر اومری ہندوستان کو آ رہا ہے تاکہ وادی کانگڑہ مین حال کے زلزلے سے جو نقصان ہوا ہے۔ اوسکو بچشم خود معائنہ کرے۔

بنگال ایڈوکیٹ کے مسٹر جے سمتہ کلکتہ مین مع چند احباب کے دریا پر غسل کرنے کو گئے تہے۔ گہاٹ گہرا نہ تہا لیکن مسٹر سمتہ کی موت بیچ دریا کی شکل مین اوسکو بہا کر لے گئی۔

بینک بنگال شاخ رنگون کے جن دو دربانون نے ۱۰ ہزار کے نوٹ چرائے تہے انکو عدالت مجسٹریٹ نے سیشن سپرد کر دیا۔

بنگال کے ضلع ہنگلی مین ۱۹۰۳-۰۴ء مین آبنوس کی بنی ہوئی چیزین دس ہزار روپیہ کی فروخت ہوئین۔ اس تجارت کی ترقی پر حکام بہی متوجہ ہین۔

جزیرہ انڈیمان کے شمالی حصے کی تحقیقات سے بہت بڑا جنگل دریافت ہوا ہے اراضی بہی ایسی ہے جسپر تمباکو۔ جوار۔ کافی وغیرہ بخوبی پیدا ہو سکتے ہین۔

وادی کانگڑہ مین لیڈی سرجنون کی سخت ضرورت ہے۔ تاکہ دیہات مین دورہ کر کے عورتون کا علاج کر سکین۔

پنجاب مین مشہور ہے کہ زلزلے کی وجہ سے وادی کانگڑہ مین ایک آتش فشان پہاڑ پیدا ہو گیا ہے۔ اس افواہ کی کوئی بہی ثبوت وہ خبر ہمارے پاس نہین پہنچی۔

وادی کلو مین وہ مکانات بالکل محفوظ ہین جو لکڑی کے ہین یا جن مین لکڑی کا جز زیادہ ہے۔

جاپانی یونیورسٹی کے مسٹر اگراتو لاہور پہنچے۔ ڈی۔ اے۔ وی۔ کالج مین جاپانی زبان سکہلائینگے۔

بارک زئی خاندان کا بہا گیر افغان سردار دلاور خان ایشیا ئے کوچک کربلا سے پنجاب واپسی وطن کے لیے آیا ہے وہ اطاعت پر تیار ہے۔ امید ہے کہ اجازت واپسی حاصل کریگا۔

ہزارہ کے لوگون نے درخواست دی ہے جو ہزارہ واپس آنا چاہتے ہون اونکی سکاری جاگیر ضبط ہون۔ اسکی منظوری ہو گئی ہے۔

حضور لیڈی کرزن کلکتہ کے موزون چوک مین ایک خوبصورت فوارہ جیب خاص سے تعمیر فرمائینگی۔

شملہ مین جائداد کی قیمت کہان تک بڑہ گئی ہے مقابلہ کرنے سے آنکہین کہل جاتی ہین۔ جاننے کی بات ہے کہ کارٹن کا محل نام مکان کی جائداد ۱۸۸۱ء مین گورنمنٹ نے فروخت کی تو ۵۰۰۰ روپیہ قیمت تہی۔ پہر ۱۸۹۰ء مین یہی جائداد ۲۰ ہزار مین خریدی گئی۔ اور مالک نے اسکو بہی سستا سمجہکر حاصل کیا۔ ۱۹۰۰ء مین یہی جائداد پہر فروخت کی گئی۔ تو اسکی قیمت ایک لاکہ ۲۰ ہزار روپیہ وصول ہوئی۔ جائداد کی قیمت کا یہ حال ہے اور آبادی اس افراط سے بڑہتی جاتی ہے کہ شملہ آبرسانی آبادی کی ضروریات کے لیے بالکل ناکافی ہے۔ اسلیے میونسپل حدود شملہ کو بڑہا رہے ہین۔

بار صاحب امرتسر کے احاطہ سے تمام برہمن پوجاری اٹہا دیے گئے۔ وہان اہل ہنود نے اسکے برخلاف ایک جلسہ کیا ہے اور ایک عرضی حضور لاٹ صاحب کی خدمت مین ارسال کی ہے۔

مطبع حمیدی واقع ہبی بہنڈی بازار مین حکیم محمد عبدالحمید فرخ دہلوی مالک و مدیر کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا